توقیر احمد ندوی
رفیق دارالمصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ

عہد نبوی ﷺ میں تحریر و کتابت کا رواج

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں تحریر و کتاب کا رواج نہیں تھا' حالانکہ اس زمانے میں عرب میں بہت سے یہود قبائل آباد تھے' جن میں علماء و احبار کی بڑی تعداد تھی' ان ہی کی نسبت قرآن مجید میں کہا گیا ہے:

"فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیهم ثم یقولون هذا من عندالله" (بقرہ ۷۹)

''ان کا برا ہو' جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے ہیں اور پھر کہہ دیتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔''

گو صحابہ کرام عموماً نوشت و خواند سے واقف نہ تھے' تاہم ان میں سے ایسے لوگ بھی تھے جو لکھنا جانتے تھے اور رسول اکرم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو یہود کے جو علماء اسلام قبول کرتے تھے وہ ان صحابہ کو جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے تعلیم دیتے تھے' اس کے علاوہ اسیران بدر میں جو لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان کی رہائی کی شرط یہ قرار پائی تھی کہ وہ دس دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں' پھر آپؐ پر جو وحی نازل ہوتی تھی اسے لکھنے پر آپ نے کئی حضرات کو مامور کیا تھا' اسی طرح خرید و فروخت اور دین وغیرہ کے معاہدے و معاملات آپ نے لکھ لئے جانے کی ہدایت کی تھی' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یایها الذین امنوا اذا تداینتم بدین الیٰ اجلٍ مسمی فاکتبوہ (بقرہ ۲۸۲)

اے ایمان والو! جب تم کسی متعین مدت کے لئے قرض کا معاملہ کرو' تو اسے لکھ لیا کرو۔

یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ کچھ لوگ تحریر و کتابت سے بہ حسن و خوبی واقف تھے' ابتداء میں رسول اللہ ﷺ نے قرآن و حدیث کے خلط ملط ہو جانے کے اندیشے سے احادیث قلم بند کرنے سے منع کیا تھا جیسا کہ فرمایا: **لا تکتبوا عنی ومن کتب عنی غیر القرآن فلیمحه** [1] (قرآن کے مجھ سے کچھ اور نہ لکھو' اگر کسی نے لکھا ہے' تو اسے مٹا دے) مگر جب لوگوں میں قرآن و حدیث میں امتیاز کی صلاحیت پیدا ہو گئی تو آپؐ نے احادیث لکھنے کی اجازت دے دی تھی' جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

اکتبوا الی من یلفظ بالاسلام من الناس [2] ''جو لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں میرے

لئے ان کی فہرست تیار کرو۔''

یہ روایت بھی ہے کہ **لما اراد رسول اللہ ﷺ ان یکتب الی الروم قالو انھم لایقرؤون کتابا الا مختوما' قال فاتخذ رسول اللہ خاتما من فضۃ** (۳)

''جب رسول اللہ ﷺ نے رومیوں کو نامہ مبارک ارسال کرنا چاہا تو لوگوں (صحابہ) نے عرض کیا' یارسول اللہ! وہ بغیر مہر کے خط نہیں پڑھتے لہٰذا آپ نے چاندی کی ایک مہر تیار کروائی۔''

علامہ بلاذری نے لکھا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی بعثت کے وقت قبیلہ قریش کے ستر اشخاص لکھنا جانتے تھے' ان میں شفاعت عدویہ بھی شامل تھیں' ان ہی نے حضرت حفصہؓ کو بھی لکھنا سکھایا تھا' اسلام کے ابتدائی زمانے میں انصار میں حضرت سعد بن عبادہؓ۔ منذر بن عمروؓ۔ ابی ابن کعبؓ۔ زید بن ثابتؓ۔ رافع بن مالکؓ۔ اسید بن حضیر بن عدی۔ بشیر بن سعدؓ۔ سعد بن ربیعؓ۔ اوس ابن خولیؓ اور عبداللہ بن ابیؓ وغیرہ لکھنا جانتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن سعید بن العاصؓ زمانہء جاہلیت سے ہی اس سے واقف تھے۔ اسیران بدر کے علاوہ ان کو بھی رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے بچوں کو لکھنا سکھانے کا حکم دیا تھا' حضرت عبادہ بن صامتؓ اہل صفہ کو قرآن کی تعلیم کے ساتھ کتابت کی بھی تعلیم دیتے تھے' حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہ کر رقعات اور ٹکڑوں سے قرآن جمع کیا کرتے تھے' غرض عہد نبوی میں تمام اہم امور و معاملات تحریری شکل میں انجام پاتے تھے' اس کے لئے آج کل کی طرح اگرچہ کوئی باقاعدہ شعبہ قائم نہ تھا پھر بھی اس کا پورا التزام تھا اور احتیاط کی بنا پر آپ ہر کام کے لئے دو مخصوص ذمہ دار کاتب مقرر کرتے تھے اور وحی لکھنے والے تو متعدد صحابہ ہوتے تھے اور تحریروں کی حفاظت کا بھی بندوبست کیا جاتا اور کاتبین اپنی ذمہ داری بہ حسن وخوبی انجام دیتے۔

آپ کے مخصوص کاتبین میں حضرت علی ابی طالبؓ اور حضرت عثمان بن عفانؓ وحی کی کتابت کرتے' ان کی غیر موجودگی میں ابی بن کعبؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ یہ خدمت انجام دیتے' آنحضرت ﷺ کی ذاتی ضروریات و حوائج کو حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ اور حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ لکھا کرتے' حضرت معاویہ کو کتابت وحی کا شرف بھی حاصل ہوا' لوگوں کے قرضہ جات اور معاملات وقضایا لکھنے کی خدمت حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور حضرت حصین بن نمیرؓ کو تفویض کی گئی تھی۔ عرب قبائل کے پانی کے چشموں اور انصار کے خاص خانگی امور کی تحریر پر حضرت عبداللہ بن ارقم بن عبد یغوثؓ اور علا بن عقبہؓ مامور تھے' اسی طرح غنایم کے جمع وتقسیم کا باقاعدہ اندراج ہوتا تھا' یہ خدمت حضرت معیقیب بن ابوفاطمہؓ انجام دیتے' حضرت زید بن ثابتؓ کتابت وحی کے ساتھ ساتھ امراوسلاطین کے نام خطوط اور دعوت نامے بھی لکھتے' ان کاتبوں کی غیر حاضری میں حضرت حنظلہ بن ربیع بن موقعؓ ان کی نیابت کرتے' اسی لئے ان کا لقب ''الکاتب'' تھا اور یہی آپ کے خاتم برادر بھی تھے' آپؐ کے عم محترم حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کے متعلق کہا جاتا

ہے کہ وہ غزوہ بدر سے پہلے ہی خفیہ طور سے مسلمان ہو چکے تھے اور کفار مکہ کی سازشوں سے تحریر کے ذریعہ رسول اللہ (ﷺ) کو مطلع کیا کرتے تھے۔ (۴)

نبی کریم ﷺ نے جن صحابہ کرام کو بحیثیت کاتب وحی مقرر فرمایا تھا' ان کی تعداد خاصی ہے مگر کتب سیر میں ان کے نام اور تعداد میں اختلاف ہے' تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وحی کو کتابت کے ذریعہ سے محفوظ کرنے کا پورا پورا اہتمام کیا جاتا تھا' حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں جب ہم لوگ قرآن مجید لکھ لیا کرتے تو آپ ﷺ اسے پڑھوا کر سنتے اور غلطی درست کرواتے تھے اور اس بات کی خاص طور پر تاکید فرماتے کہ جس ترتیب سے میں تم کو بتلاؤں اسی ترتیب سے لکھو(۵)۔ مسند احمد میں روایت ہے کہ حضرت زیدؓ قلم' دوات' کاغذ' چوڑی ہڈی یا پتلے پتلے پتھر لئے رسول اللہ (ﷺ) کے پاس بیٹھے رہتے تھے جب وحی آتی' آپ ﷺ بولتے اور وہ لکھتے جاتے تھے' کہیں پر گھٹانے بڑھانے کی ضرورت ہوتی تو آپ ﷺ فرماتے' زیدؓ تعمیل ارشاد کرتے تھے' چنانچہ ایک آیت میں جب ''غیر اولی الضرر'' کے بڑھانے کی ضرورت ہوئی تو اس کو ہڈی کے شگاف کے پاس لکھا(۶)۔ بخاری شریف میں بھی حضرت زید کے نام کی صراحت کے بغیر یہ حدیث موجود ہے۔(۷) امام ترمذیؒ حضرت انسؓ کا قول نقل کرتے ہیں کہ جب ہم قرآن لکھا کرتے تو حضور ﷺ فرماتے:
صعوا ھولاء الآیات فی السورۃ التی یذکر فیھا کذا و کذا۔ (۸) بعض واقعات میں تو مصحف پڑھنے کا ذکر بھی موجود ہے' حضرت عمر فاروقؓ کے قبول اسلام کے سلسلہ میں جمہور علما کا اتفاق ہے کہ جب وہ اپنی بہن کے یہاں پہونچے تو میاں بیوی تلاوت قرآن میں مشغول تھے' ظاہر ہے اس وقت تک جتنا قرآن نازل ہوا تھا وہی مصحف کی شکل میں رہا ہوگا۔

کاتبین وحی کی فہرست میں بیس (۲۰)' چھبیس (۲۶)' اڑتیس (۳۸) اور بیالیس (۴۲) نام ملتے ہیں' ابن سید الناس نے اڑتیس نام درج کئے ہیں اور الیسرۃ الحلبیہ میں بیس نام لکھے ہیں' امام بخاری کے یہاں جو نام ملتے ہیں ان میں سعد بن عبید بن نعمان اوسی' ابو درداء عویمر بن زید بن قیس' معاذ بن جبل بن عمرو خزرجی' ثابت بن زید بن نعمان خزرجی' ابی بن کعب بن مالک نجاری' عبداللہ بن مسعود اور زید بن ثابتؓ وغیرہ کا نام شامل ہیں' حضرت معاویہ کے بارہ میں مذکور ہے کہ ان کو ان کے والد ابوسفیان کی درخواست پر مامور کیا گیا تھا۔(۹)

اوپر گزر چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ وحی کی کتابت کرا کرا سے محفوظ کرنے کا پورا اہتمام فرماتے' چنانچہ نزول وحی کے وقت جو کاتب بھی خدمت میں موجود ہوتے اس سے آپ ﷺ اسے لکھا لیا کرتے' لیکن اگر کوئی نہ ہوتا تو کسی کو بلا لیتے' حضرت عثمانؓ کہتے ہیں: کان اذا نزل علیہ الشئی دعا بعض من یکتب (۱۰) اسی طرح بخاری شریف میں حضرت براءؓ کا قول درج ہے' وہ کہتے ہیں جب آیت ''لا یستوی القاعدون'' نازل ہوئی تو رسول اللہ (ﷺ) نے حضرت زیدؓ کو لکھنے کے لئے طلب فرمایا۔ (۱۱) عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں' ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے قرآن

لکھا کرتے تھے'(۱۲) اسی طرح حضرت معاذ بن جبل' حضرت زید بن ثابت' حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابوزید رضی اللہ عنہم وغیرہ (۱۳) کے کتابت کردہ چار نسخوں کے علاوہ حضرت عقبہ بن عامر جہنیؓ اور حضرت سعید بن عبیدؓ کے نسخوں کی موجودگی کا پتا چلتا ہے' اگر طبقات ابن سعد سے اس سلسلے کی تمام روایات جمع کر لی جائیں تو معلوم ہوگا کہ عہد نبویؐ میں کم از کم قرآن مجید کے دس نسخے پائے جاتے تھے۔ (۱۴) جو اس امر کا بین ثبوت ہے کہ تحریر وکتابت کا رواج عہد نبویؐ میں پورے طور پر ہو گیا تھا۔

متعدد صحابہ کرامؓ کے بارہ میں مذکور ہے کہ وہ یادداشت کی کمزوری کی بنا پر آپؐ سے جو کچھ سنتے اسے ضبط تحریر میں لے آتے' حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے' ایک انصاری نے اپنی یادداشت کی کمزوری کی شکایت کی تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا: "استعن بیمینک واومابیده الخط" (۱۵) اپنے داہنے ہاتھ سے مدد لو اور اپنے ہاتھ سے لکھنے کی طرف اشارہ فرمایا' حضرت رافع بن خدیج کہتے ہیں' میں نے رسول اللہ سے دریافت کیا' ہم آپ سے بہت سی باتیں سنتے ہیں اور اسے لکھ لیا کرتے ہیں' اس سلسلہ میں آپ کا کیا حکم ہے؟ آپؐ نے فرمایا: لکھتے رہو' اس میں کوئی حرج نہیں' حضرت انسؓ نے اپنے بچوں سے کہا' اس علم (حدیث) کو لکھ لیا کرو' آپؐ نے اہل یمن کے لئے لکھوا کر احکام بھجوائے' اس میں لکھا تھا قرآن صرف پاکی کی حالت میں چھوا جائے' غلام خریدنے سے پہلے آزاد نہیں کیا جاسکتا اور نکاح سے پہلے طلاق نہیں۔ مجاہدؒ کہتے ہیں ہم نے عبداللہ بن عمرو کے پاس ایک کتاب دیکھی' دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ ''صادقہ'' ہے' حضرت عبداللہ کہتے ہیں اس کو میں نے خود آنحضرت ﷺ سے سنا اور اس میں میرے اور آپ کے درمیان کوئی دوسرا نہیں ہے' حضرت معبد بن ہلال سے منقول ہے جب ہم لوگ حضرت انس سے حدیثوں کے متعلق زیادہ پوچھ گچھ کرتے تو وہ تمام حدیثیں جو ان کے پاس لکھی ہوئی بہ حفاظت رکھی تھیں لے آتے اور کہتے یہ وہ حدیثیں ہیں جن کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سن کر لکھ لی تھیں اور آپ کو سنا کر تصدیق بھی کرالی تھی' حضرت سعد بن عبادہؓ نے ایک مجموعہ مرتب کیا تھا جو کئی پشتوں تک ان کے خاندان کے پاس موجود تھا' جس کا نام ''کتاب سعد بن عبادۃ'' تھا' حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علی بن ابی طالبؓ نے بھی اپنا اپنا مجموعہ حدیث مرتب کیا تھا' ان کے علاوہ حضرت سعد بن ربیع بن عمروؓ حضرت سمرہ بن جندبؓ حضرت عبداللہ بن ربیعہ بن مرثد اسلمیؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ وغیرہ نے بھی حدیثیں لکھی تھیں' کنزالعمال میں فضائل حدیث میں ایک روایت ہے: قال (رسول الله) من کتب عنی اربعین حدیثا رجاء ان یغفر الله له غفر له (۱۶) مستدرک حاکم میں بھی منقول ہے علم کو کتابت میں قید کرلو' حضورؐ کا ارشاد ہے ''میں تمہارے اندر ایک ایسی چیز (قرآن) چھوڑ کر جاؤں گا' جس کو تم اگر مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے'' (۱۷)

نبی کریم ﷺ نے جنگ سے متعلق امور و ہدایات بھی قلم بند کرا کے سپہ سالاروں کو بھیجے اور مختلف ممالک کے

امراو سلاطین کے نام تبلیغی خطوط بھی روانہ فرمائے' صلح حدیبیہ کے شرائط اور معاہدوں کی تحریر و کتابت کے ذکر سے سیرت کی کوئی کتاب خالی نہیں' آپ جب کسی صحابی کو کسی خطے کا عامل بنا کر بھیجتے تو اسے صدقات وزکوٰۃ وغیرہ کا نصاب تحریری شکل میں ضرور دیا کرتے' آپ نے جب حضرت انس بن مالکؓ کو بحرین کی طرف روانہ کیا' تو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے زکوٰۃ کے متعلق کچھ احکام لکھوا کر ان کو دیے۔ ان ابابکر کتب له هذا الكتاب لما وجهه الى البحرين ' بسم الله الرحمن الرحيم' هذا فريضة الصدقة التى فرض النبى ﷺ (۱۸) مشہور صحابی رسولؐ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن العاص کے سوا کسی کے پاس مجھ سے زیادہ حدیث رسول کا سرمایہ نہیں' اس کی وجہ یہ کہ حضورؐ کی تمام باتیں وہ لکھ لیا کرتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا' مامن اصحاب النبى ﷺ احدا اكثر حديثا عنه منى الاما كان من عبدالله بن عمرو فانه كان يكتب ولا اكتب. (۱۹) امام ترمذی نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے' حضرت عمرو بن حزمؓ کو جب نجران کا عامل کر بھیجا تو آپ نے ان کے لئے صدقات ودیات اور فرائض وسنن وغیرہ سے متعلق ایک کتاب تحریر کرا کر ان کے حوالہ کی' بہ قول محمد بن شہاب زہری کے یہ کتاب چمڑے پر تحریر تھی' اور عمر بن حزمؓ کے پوتے ابوبکر بن حزم کے پاس تھی جس کو انہوں نے بھی دیکھا اور پڑھا تھا' ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ایک مجمع میں دریافت کیا' کسی کو معلوم ہے کہ آپ نے شوہر کی دیت میں سے بیوی کو کیا دلایا ہے؟ حضرت ضحاک بن سفیانؓ نے جواب دیا' مجھے معلوم ہے حضورؐ نے مجھے یہ لکھوا کر بھیجا تھا یہ تحریر اشیم نامی صحابی کی بیوی کی وراثت سے متعلق تھی' آنحضرتؐ نے حضرت ابوشاہ یمنیؓ کو فتح مکہ کے موقع پر دیئے جانے والے خطبہ کو تحریر کروا کر دینے کا حکم فرمایا تھا۔ (۲۰)

مختلف قبائل وافراد کے نام خطوط اور احکام اسلامی بھی لکھوا کر روانہ کئے گئے' جن کی تعداد بے شمار ہیں' ان میں سے بہت سے آج تک موجود بھی ہیں اور وقتاً فوقتاً یہ بحث وگفتگو کا موضوع بنتے رہتے ہیں' نجاشی کے خط کے سلسلہ میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ رقمطراز ہیں'' ابھی حال میں حبشی اطالوی جنگ کی ابتدا میں اخباروں نے (ہمدم نے مصر کے اخبار البلاغ اور اس نے ادیس ابابا کے اخبار برہان اسلام سے نقل کر کے) یہ خبر شائع کی تھی کہ نجاشی نے اپنے خزانے سے آنحضرتؐ کا یہ خط جواب تک محفوظ ہے نکال کر مسلمانوں کے ایک وفد کو دکھایا تھا۔ (۲۱) ان ہی کے بہ قول آنحضرتؐ کا ایک مکتوب بنام کسریٰ پرویز بن ہرمز بھی اپنی اصلی حالت میں دریافت ہو چکا ہے' مورخین اور ارباب سیر کا ہمیشہ سے حضورؐ کے خطوط اور حکم ناموں کو محفوظ رکھنے کا رجحان اور معمول رہا ہے' ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے السعیر بن عدا کو جو دستاویز لکھ کر دی تھی وہ ان کے بیٹے ابن سعد کے سلسلہ رواۃ میں یحییٰ بن سلمان کو دکھائی تھی' عبدالله بن يحيىٰ بن سلمان قال ' ارانى ابن لسعير بن عدا كتابا من رسول الله ﷺ ' اسی طرح سے رسول اللہ ﷺ نے مہری بن الابیض کو ایک دستاویز دی تھی وہ بھی اب تک ان کے قبیلے کے پاس موجود ہے (۲۲) بنی

عقیل کے ایک شخص نے اپنی قوم کے بڑے بوڑھوں کے حوالہ سے ہشام بن محمد بن السایب الکلبی کو بتایا کہ مطرف بن عبداللہ وغیرہ بنی عقیل کا وفد لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضور نے سرخ چمڑے پر ایک تحریر لکھوا کر مطرف کے حوالے کی جو ان کے پاس موجود تھی' اسی کی رو سے اس قبیلے کے افراد کو العقیق میں جاگیر ملی تھی' ربیع الاول ۳ھ میں کعب بن الاشرف یہودی کے قتل کے بعد حضور ﷺ نے یہود سے جو معاہدہ فرمایا تھا' وہ بعد میں حضرت علیؓ کے پاس موجود تھا۔

آنحضرت ﷺ نے حکمرانوں کے نام جو خطوط روانہ کئے' ان میں دحیہ بن خلیفہؓ کے ہاتھ قیصر روم ہرقل کے نام نامہ مبارک بھیجا جو حاکم بصری کے توسط سے ہرقل کو موصول ہوا' اس کے بعد جو طویل واقعہ پیش آیا وہ احادیث وتواریخ کی کتابوں میں بہ تفصیل محفوظ ہے' شہنشاہ ایران کسری بن ہرمز کے نام آنحضرت ﷺ نے عبداللہ بن حذافہؓ کے ہاتھ پیغام اسلام بھیجا' عبداللہ بن حذافہؓ کہتے ہیں' میں نے اسے رسول اللہ (ﷺ) کا نامہ مبارک دیا تو اسے پڑھ کر سنایا گیا (سننے کے بعد) کسری نے خط لے کر پرزے پرزے کر دیا' جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ بات بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللهم مزق ملكه' [۲۳] ذی قعدہ ۶ھ میں رسول اللہ ﷺ نے حاطب بن بلتعہ کو اسکندریہ کے والی مقوقس کے پاس اسلام کی دعوت دینے کے لئے روانہ فرمایا تو اس کے نام ایک خط تحریر فرمایا' اس نے خط پڑھ کر کلمہ خیر کہا اور خط کو ہاتھی دانت کے ڈبے میں مہر بند کرا دیا اور حضور ﷺ کو تحریری جواب دیا' ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے مطابق یہ خط اور بحرین کے صوبہ دار منذر بن ساوی کے نام جو خط آپ ﷺ نے تحریر فرمایا تھا' ان کی بھی اصل کاپیاں دستیاب ہو چکی ہیں' [۲۴] شجاع بن وہب الاسدی الحارث بن ابی شمر الغسانی کے پاس نامہ مبارک لے کر گئے' المنذر بن ساوی عبدی کو العلا بن الحضرمی نے نامہ مبارک پیش کیا' سلیط بن عمرو العاصی یمامہ کے گورنر ہوذہ بن علی الحنفی کے پاس گئے' اسی طرح نبی کریم ﷺ نے مختلف قبیلوں (جبلہ بن الایہم' ذی الکلاع' ربیعہ بن ذی مرحب' اہل الکلاع' ربیعہ بن ذی مرحب' اہل یمن' اہل نجران' اہل ہجر' حصین بن اوسلی الاسلمی' خالد بن ضماد الازدی' زیاد بن الحارث' یزید بن الطفیل' عاصم بن الحارث قیس بن الحصین اور قنان بن ثعلبہ وغیرہ' کو نامہ مبارک کے ذریعہ دعوت اسلام اور اسلامی احکام وشرائع بھیجے۔

ان کے علاوہ آپ ﷺ نے متعدد افراد کو بھی مختلف تحریریں عطا فرمائیں' مسلم بن حارث تمیمی کو کچھ وصیتیں لکھائیں جو مہر کر کے انہیں مرحمت فرمائی تھی' حضرت معاذ بن جبلؓ کے صاحبزادے کے انتقال پر تعزیت نامہ لکھوا کر روانہ فرمایا' بنو زہیر بن اقیش کو بہ شرط اسلام ایک امان نامہ چرمی ٹکڑے پر تحریر کرا کر دیا۔ وایل بن حجرؓ کو ان کے اپنے وطن (حضر موت) واپسی پر تین تحریریں مختلف مسائل پر مشتمل عطا فرمائیں' عبداللہ بن حکیمؓ صحابی کے پاس ایک تحریر تھی جس میں مردہ جانوروں کے متعلق احکام تھے حضرت معاذ بن جبلؓ کے پاس سبزیوں کی زکوٰۃ پر ایک تحریر تھی' حضرت

رافع ابن خدیجؓ کے پاس آپ ﷺ کی ایک تحریر تھی جس کے مطابق مدینہ منورہ بھی مکہ مکرمہ ہی کی طرح حرم ہے۔

غرض کہ آنحضرت ﷺ نے جو خطوط، حکم نامے، صلح نامے اور انفرادی تحریریں مختلف اوقات میں متعدد سلاطین و قبائل اور عمال کے نام روانہ کی تھیں، ان کی تعداد بے شمار ہے، صرف خطوط اور دعوت ناموں کی تعداد ڈھائی سو سے زیادہ بتائی جاتی ہے، یہ تمام تحریریں اس بات کی شاہد ہیں کہ عہد نبویؐ میں تحریر سے لوگ نامانوس اور ناآشنا نہ تھے، ابتداء ہی سے صحابہ کرام میں اس کا باقاعدہ رواج بھی ہو گیا تھا اور وہ اس سے مکمل طور سے فائدہ بھی اٹھاتے تھے۔

﴿ حوالے و حواشی ﴾

۱۔ صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب التثبت فی الحدیث وحکم کتابة العلم.

۲۔ صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب کتابة الامام الناس

۳۔ صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب اتخاذ النبی ﷺ خاتما لما اراد ان یکتب الی العجم .

۴۔ تدوین سیر و مغازی، ص ۱۱۲، قاضی اطہر مبارک پوری، شیخ الہند اکیڈمی دیوبند ۱۴۱۰ھ۔

۵۔ مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب عرض الکتاب بعد املائه۔

۶۔ مسند احمد بن حنبل ۵/۱۹۱ ۷۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب لایستوی القاعدون.

۸۔ ترمذی، ابواب التفسیر، باب من سورة التوبه

۹۔ شرح زرقانی علی المواهب، ۳/۳۸۶ ۱۰۔ ترمذی، ابواب التفسیر، باب من سورة التوبة.

۱۱۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب لایستوی القاعدون و ترمذی، ابواب التفسیر، باب ما جاء آیة لایستوی القاعدون

۱۲۔ سنن دارمی، ص ۶۸

۱۳۔ صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب القراء من اصحاب النبی ﷺ، ایک روایت میں ابی بن کعبؓ کی جگہ ابوالدرداء کا نام ہے۔

۱۴۔ کتاب الطبقات الکبیر، ذکر من جمع القرآن علی عهد رسول الله ﷺ .

۱۵۔ ترمذی، ابواب العلم باب ماجاء فی الرخصة فیه (الکتابة)

۱۶۔ کنز العمال، ۵، ۲۲۳، کتاب العلم، الفصل الاول فی روایة الحدیث و آداب الکتابة.

۱۷۔ سنن ابوداؤد، ۲/۲۶۴۔ ۱۸۔ صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ الغنم.

۱۹۔ ایضاً، کتاب العلم، باب کتابة العلم و ترمذی، ابواب العلم، باب ما جاء فی الرخصة فیه (الکتابة)

۲۰۔ ترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی الرخصة فیه (الکتابة)

۲۱۔ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ص ۱۶۹، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ادارہ اسلامیات، لاہور۔

۲۲۔ طبقات ابن سعد، ۱/۲۸۲، ۳۵۹۔

۲۳۔ صحیح بخاری میں نام کی صراحت کے بغیر منقول ہے، کتاب العلم، باب مایذکر فی المناولة و کتاب اهل العلم بالعلم الی البلدان۔ ۲۴۔ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ص ۲۰۳۔